فوائد سمیٹنے کے بعد اور نو آزاد ریاستوں اور ماحول پر مغربی اقدار اور ماحول کو ترجیح دے کر پچاس ساٹھ کی دہائی میں مغرب گئے تھے۔ اس عرصے میں مسلمانوں کی موجودگی مغربی میڈیا کے لیے غیر دلچسپ تھی۔ دوم، ۱۹۷۰ء کے بعد مختلف سماجی [درمیانے] طبقے کے معمولی تعلیم یافتہ اور تقریباً غیر ہنر مند افراد نے اچھے معاشی مواقع کی تلاش میں مغرب کا رخ کیا۔

اس دوسرے طبقے کے مسلمانوں نے مغرب میں اسلام کا شعور اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اپنے سیاسی کردار سے قطع نظر ۱۹۷۰ء کے بعد تمام مسلمان حکومتوں نے اسلامی احیاء کی تحریکوں کے زیر اثر اسلام اور اسلامی اقدار کے تحفظ کا سیاسی فیصلہ کیا۔ اس کے نتیجے میں دنیا بھر میں بسنے والی مسلمان آبادیاں اپنی مذہبی شناخت اور تہذیبی انفرادیت کی علمبردار بن گئیں۔ اسی دوران مسلمان اور ان کا مذہب مغربی میڈیا میں سلگتے ہوئے موضوعات بن گئے۔ یہ تاریخی پہلو مغرب میں مسلمانوں کی آبادی کے کسی بھی تجزیے میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

مغربی دانشور اور ماہرین سماجیات اپنی تحقیقات میں تیسری دنیا کے معمولی تضادات پر بڑی بڑی حقیقتوں اور مشترکات کی نسبت، زیادہ توجہ مرکوز کرتے رہے ہیں۔ اسی تعصب نے سامراجی حکمرانوں کو 'تقسیم کرو اور حکومت کرو' کی پالیسی کے لیے قوتِ محرکہ فراہم کی۔ اب جبکہ مسلمان آبادیاں اور اسلام مغربی معاشروں کا ایک لازمی جزو بن چکے ہیں، زیر تبصرہ کتاب میں علوی اور شیعی رواجات و رسومات اور اسی طرح کی نسلی و ثقافتی خصوصیات پر (نام نہاد سماجی نقطہ نظر سے) زور دینا کیا کسی پوشیدہ ایجنڈے کی نشاندہی کرتا ہے۔

عنوان تبصرہ : بوسنیا یورپی قومیت پرستی کے پنجوں میں
تبصرہ نگار : ساسر فلیڈرا (سراجیو یونیورسٹی، بوسنیا ہرزیگووینا)
کتاب : **Living Bosnia : Political Essays and Interviews**

by RUSMIR MAHMUTCEHAJIC

Ljubljana, Oslobodenje International, 1996, PP.222

مصنف ایک منحرف شدہ کمیونسٹ، بوسنیائی نظریہ پرست اور بوسنیائی دفاع اور سیاست کی اہم شخصیت ہیں۔ انہوں نے مضامین اور انٹرویوز کی اس کتاب کے ذریعے بوسنیا کے بارے میں خود بوسنیاؤں کے نقطہ نظر اور موقف کو پیش کیا ہے۔ اسی طرح ایک کثیر قومی ریاست میں ایک قوم کی ابتلاؤں کے تجربے کی اہمیت کو سمجھا جا سکتا ہے۔ مصنف کا بنیادی نقطہ نظر یہ ہے کہ